سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل
مجلہ
محی الدین
فیصل آباد
شمارہ نمبر 7- ذوالحجہ 1435ھ 2014ء
نرمی و حیا و خوبئ اخلاق
سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ
شوقِ علم بڑھاؤ
دورِ حاضر میں
تصوف
کا کردار
حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں
قربانی
اور ذبیحہ کے مسائل
صبغۃ اللہ
صالحین کی محبت
آزمائش
دو حال سے خالی نہیں ہوتی
انار کے فائدے

شمارہ نمبر 7 - ذوالحجہ 1435ھ 2014ء

زیر سرپرستی

صاحبزادہ پیر زاہد قاسم صدیقی صاحب

صاحبزادہ پیر نور العارفین صدیقی صاحب

صاحبزادہ پیر سلطان العارفین صدیقی صاحب

سرپرست

حاجی محمد بشیر داؤد صدیقی

صدر محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

مدیر معاون

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد اللہ صدیقی

مدیر

محمد دانش صدیقی ایڈووکیٹ

مدیر طباعت

محمد جمیل صدیقی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری　　ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلانوالی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد
رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

اداریہ

شوقِ علم بڑھاؤ

قارئین ماہنامہ محی الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ جہاں سے ملے حاصل کرنا اعزاز ہے، ہر جائز شوق پورا کرنے کی خواہش رکھنا اور اس کی تکمیل پر خوشی کا اظہار فطرت ہے۔ علم کے حصول کا شوق خوش بخت لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔ علم کے شوقین افراد زمانے میں نمایاں مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ علم والوں کے شرف وکمال کا ذکر قرآن وحدیث میں بھی فرمایا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان کے اور جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے کئی درجے بلند فرمادے گا اور تم کو کچھ کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے۔

ارشاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

☆ جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادے گا۔

☆ جو شخص اِحیائے اسلام کے لئے علم طلب کر رہا ہو اور اسی حال میں اسے موت آجائے، اس کے اور انبیاء اکرام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

شوقِ علم بڑھاؤ!۔۔۔۔۔ کہ اس میں بقاء ہے۔

اور جتنے بھی شوق ہیں۔ خبر نہیں کہ نفع بخش ہوں۔ مگر شوق علم میں نفع ہی نفع ہے بلکہ معرفتِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔ آیئے۔ اپنے شوقِ علم کو بڑھا کر علم حاصل کرتے ہیں۔

یہ ماہنامہ آپ کو علم کی دنیا کی آگاہی دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ خود پڑھیں دوسروں کو تحفہ دیں اور ترویج علم میں ہمارے ہمسفر بن کر اس کی اشاعت بڑھانے میں معاون بنیں۔

اللہ کریم ہمارے علم میں اضافہ فرمائے اور خدمت دین کی توفیق عطاء فرمائے۔

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

نورِ حدیث

نرمی وحیا وخوبیٔ اخلاق

قارئین ماہنامہ محی الدین مختصر مگر جامع احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں مطالعہ فرمائیں اور اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ (ادارہ)

حضور نبی کریم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

☆ اللہ تعالیٰ مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔ (مسلم شریف)

☆ جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔ (مسلم شریف)

☆ جس کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا وآخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم ہوا وہ دنیا وآخرت کی خیر سے محروم ہوا۔ (شرح سنہ)

☆ مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اونٹ کہ کھینچا جائے تو کھینچ جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔ (ترمذی)

☆ ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیاء ایمان سے ہے۔ (بخاری ومسلم)

☆ حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو حیا کل ہی خیر ہے۔ (بخاری، مسلم)

☆ یہ اگلے انبیاء کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر (بخاری)

☆ حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بیہودہ گوئی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہے۔ (احمد، ترمذی)

☆ ہر دین کے لئے ایک خلق ہوتا ہے یعنی عادت وخصلت اور اسلام کا خلق حیا ہے (مالک)

☆ ایمان وحیا دونوں ساتھ ہیں ایک کو اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ (بیہقی)

☆ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیر دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہو جائے۔ (مسلم) یہ حکم اس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا اور قلب بیدار روشن ہے پھر بھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل

حرمت پر ہوں تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

☆ تم میں سے سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (بخاری)

☆ تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (بخاری، مسلم)

☆ ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداؤد)

☆ حُسنِ خُلق سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔ (بیہقی)

☆ قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب سے بھاری جو چیز رکھی جائے گی وہ حُسنِ خُلق ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بدزبان ہو۔ (ترمذی)

☆ مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ پا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

☆ مومن دھوکا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکا دینے والا لئیم یعنی بدخلق ہوتا ہے۔ (امام احمد، ترمذی)

☆ اللہ سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر کہ یہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر۔ (احمد، ترمذی، دارمی)

☆ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دیدے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے۔
(ترمذی، ابوداؤد)

☆ میں اس لئے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کردوں۔ (امام مالک واحمد)

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

از:۔ محمد عدیل یوسف صدیقی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ عشاق میں ایک عظیم ہستی، اشاعتِ اسلام میں ایک نمایاں کردار، خلیفہ سوئم جامع القرآن کامل الحیاء الایمان، صاحب الہجرتین، تاج دار ذوالنورین خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ اہل ایمان کیلئے مینارہ نور ہیں۔

خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھٹے سال مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام عفان اور والدہ محترمہ کا نام اراوی بنت کریز ہے آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو عمر ہے۔ آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔

ابتدائے اسلام میں ایمان لے آتے تھے۔ ایمان لانے والوں میں آپ چوتھے خوش نصیب ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے سچے دوست کی بدولت ایمان لائے۔

ہر شخص کی زندگی میں اس کے دوست بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ محبت کے اثرات سے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں آگاہ کر دیا گیا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں ایسا دوست میسر آجائے جو زندگی کا رخ بدل دے۔ راہِ مستقیم پر گامزن کرنے میں اہم کردار اچھے دوست کا ہوتا ہے۔ اسی لئے ہر شخص کو دوستی کا معیار قرآن وسنت کو بنانا چاہیے۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سعادت مندی کا دروازہ بھی ایک سچے دوست کی بدولت کھلا۔

جی ہاں۔ خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت تحریک پر ہی آپ اس نعمت سے سرفراز ہوئے۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک لقب ''ذوالنورین'' یعنی ''دونوروں والا'' ہے۔ کیونکہ آپ کا نکاح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوصاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وہ عظیم اعزاز اور شرف حاصل ہے جو ان کی کتاب حیات کا سب

سے منفرد اور درخشاں باب ہے۔

صاحب الہجرتین: امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک لقب صاحب الہجرتین (دو ہجرتیں کرنے والے) بھی ہے کیونکہ آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی ہے۔ پہلی مرتبہ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی جس کو اسلام کی پہلی ہجرت بھی کہا جاتا ہے اور دوسری مرتبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر ایثار و قربانی کی عدیم النظیر مثالیں ثبت فرمائیں۔

☆ عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ دن کے وقت کار خلافت میں مصروف رہتے ہیں اور پھر پوری پوری رات عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی میں بسر کرتے ہیں حتیٰ کہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کر دیتے ہیں۔

☆ احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تھا کہ جس ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی پھر زندگی بھر اس ہاتھ کو نجاست یا محل نجاست نہیں لگایا۔

☆ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ ہمیشہ اپنے ہر قول و فعل میں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ وضو کرنے کے بعد مسکرائے تو لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو فرما کر مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ (مسند احمد، جلد ا ص ۵۸)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے متعدد مرتبہ جنتی ہونے کی بشارت پانے کے باوجود خوف خدا اور خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ جب آپ کسی قبر کے قریب سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر یہاں آسانی ہو تو سب باقی تمام منازل آسان ہو جائیں گی اور اگر یہاں دشواری ہو تو باقی منازل اس سے زیادہ دشوار ہوں گی۔ (جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح)

شہادت:۔ روایات میں آتا ہے کہ 17 ذوالحجہ 35 ہجری کو جمعۃ المبارک کی رات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ساتھ تشریف فرما ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ "عثمان! جلدی کرو، ہم تمہارے افطار کے انتظار میں ہیں"۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان! آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا"۔ (طبقات ابن سعد: جلد ۳ ص ۵۳)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ آج ہمارا وقت وصال قریب آگیا ہے۔ پھر آپ نے لباس کیا اور قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باغیوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو بڑی بے دردی اور سنگ دلی کے ساتھ مدینہ طیبہ میں 82 سال کی عمر میں 18 ذوالحجہ 35 ہجری کو جمعۃ المبارک کے دن شہید کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور وصیت کے مطابق آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں آسودہ خاک کیا گیا۔

ارشاداتِ امام ربّانی مجددّ الفِ ثانی
حضرت شیخ احمد سر ہندی رحمۃ اللہ علیہ

☆ نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان کو ذکر خدا سے تر رکھے۔

☆ طریقہ نقشبندیہ کا اصول نہایت آسان ہے اور خدا تک جلد پہنچانے والا ہے۔

☆ طریقہ نقشبندیہ کا مدار دو اصولوں پر ہے۔
ایک شریعت کی پیروی استقامت کے ساتھ
دوسری شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں استقامت

قربانی اورذبیحہ کے مسائل

از:ڈاکٹرنوراحمد شاہتاز صاحب

ہرسال عید قربان کے موقع پر مسلمانانِ عالم قربانی کے جانور خریدتے اور قربانی کرتے ہیں۔۔۔حدیث شریف میں قربانی کی غرض وغایت ''تقرب'' بیان کی گئی ہے۔یعنی اللہ کی رضا کا حصول۔۔۔قربانی سنت ابراہیمی ہے، جسے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام کہہ کراپنی امت میں جاری فرمایا۔یہود ونصاریٰ کی طرح تحسین و تجدید کے نام پر دین میں تحریف کرنے کے خواہش مند کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔عید قرباں پر بھی انہیں جانور ذبح ہوتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔انہیں ہر طرف پھیلا ہوا جانوروں کا خون دیکھ کران جانوروں پر بڑا ترس آتا ہے۔جن کے بارے میں اللہ جل مجدہ کا فرمان ہے۔

ترجمہ:۔اور ہر امت کے لئے ہم نے مقرر کی ہے ایک قربانی،تاکہ وہ ان بے زبان جانوروں کوذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا کریں۔''(الحج ۳۴) نیز فرمایا۔

ترجمہ:۔اوران بے زبان چوپایوں کوذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا کریں،اور مقررہ دنوں میں جواللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں،پس خود بھی کھاؤان میں سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو،،(الحج ۲۸) ایک اور جگہ قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

''اللہ وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لئے مویشی تاکہ ان میں سے کسی پر سواری کرو اور کسی کا گوشت کھاؤ''۔(الغافر۷۹)

حج اور عید قرباں کے موقع پر قربانی اور ذبح بہائم کے حوالہ سے اتنی صریح آیات کے باوجود ہمارے جدت پسندوں کوقربانی کا عمل فضول نظر آتا ہے،پھر ایک دوسری قسم،اسلام کے بہی خواہوں کی وہ ہے جواسلام کی کانٹ چھانٹ کر کے اسے خوش نما بنانے میں مصروف نظر آتی ہے۔ اس فرقے کا عمل یہ ہے کہ شعائر اسلام میں سے ہر ایک میں اختصار،کمی اور لیپاپوتی کر کے اس کو خوب صورت بنانے پر زور،جیسے نماز میں صرف فرضوں پر اکتفاء،نفلی عبادات سے گریز،حتیٰ کہ تراویح میں بھی چار اور آٹھ کا مشورہ،داڑھی خشخشی اور واجبی سی رکھنے کوفروغ اور بڑی داڑھیاں

صرف بڑے لوگوں (امراء وقائدین) کے لئے مباح قرار دینا،کوئی نچلے درجے کا رکھ لے تواسے بڑوں کی برابری کے سبب اہانت خیال کرنا،تسبیح ومصلیٰ سے دوری پیدا کرنے کے لئے ہمہ جہت کوششیں جاری رکھنا،تصوف سے عناد اور صوفیہ وعلماء کی مجالس سے دور رہنے کا مشورہ دیتے رہنا، ایسے لوگوں کا شعار ہے جوشعائر اسلام کی اصلاح وتحسین میں لگے رہتے ہیں۔قربانی کے موقع پر ان کی پوری کوشش اپنے ان ''مجاہدین اسلام'' کوکسی نہ کسی طرح گوشت مہیا کرنے کی ہوتی ہے۔ جوشہروں سے دور جنگلوں میں خیمہ زن ہوکر ''مشرکین اسلام'' (قدامت پسند مسلمانوں) کے خلاف جہاد کی مخصوص تربیت حاصل کرنے میں مصروف ہیں اس لئے مجاہدین کوقربانی کا گوشت بھجوانے بلکہ سالم قربانیاں بھجوانے یاان قربانیوں کی رقوم بھجوانے کرنے کے کارخیر کا ٹھیکہ بھی انہی کے پاس ہوتا ہے۔قربانی بظاہر تو عیدالاضحیٰ کے موقع پر ایک جانور ذبح کرنے کا نام ہے۔مگر یہ معاملہ اتنا سادہ بھی نہیں بلکہ اس عمل میں بعض امور کا انہیں باریک بینی سے جائزہ لینا ضروری ہے، شریعت کی اصطلاح میں جانوروں کوشرعی تقاضوں کے مطابق ذبح کرنا ''تذکیہ'' کہلاتا ہے۔

تذکیہ (جانور کوذبح کرنا) ان امور میں سے ہے، جوکتاب وسنت سے ثابت شرعی احکام کے تابع ہیں۔ان احکام کی رعایت میں اسلام کے شعائر اوراس کی مخصوص نشانیوں کا التزام ہے،جن کے ذریعے ایک مسلمان غیر مسلم سے ممتاز ہوتا ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''جوشخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے وہ مسلمان ہے اور اللہ اوراس کے رسول کی پناہ میں ہے''۔

قربانی اور ذبیحہ کے حوالہ سے مختلف سوالات سننے میں آتے ہیں،ان میں سے بعض کے جوابات حسب ذیل گفتگو سے امید ہے واضح ہوجائیں گے۔

شرعی تذکیہ کیا ہے؟:۔(شرعی طور پر جانور کوذبح کرنا) درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک سے انجام پاتا ہے۔

(ا) ذبح:۔یہ عمل حلق،مری اور ودجین (گردن کی دورگیں) کاٹنے سے انجام پاتا ہے۔بھیڑ، بکری،گائے اور پرندوں وغیرہ کوذبح کرنے میں شرعی طور پر یہی طریقہ قابل ترجیح ہے۔دوسرے

جانوروں کو بھی اس طرح ذبح کرنا جائز چاہیے۔

(۲) نحر:۔ یہ عمل لبہ یعنی گردن کے زیریں حصے کے گڑھے میں نیزہ یا کوئی دھاردار چیز مارنے سے انجام پاتا ہے۔ اونٹ اور اس جیسے جانوروں کو ذبح کرنے میں شرعی طور پر یہی طریقہ قابل ترجیح ہے۔ البتہ گایوں کو بھی اس طرح ذبح کرنا جائز ہے۔

(۳) عقر:۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بے قابو جانور کے بدن کے کسی حصے میں زخم لگا دیا جائے، خواہ وہ ایسا جنگلی جانور ہو جس کا شکار جائز ہے یا ایسا پالتو جانور ہو جو وحشی بن گیا ہو اگر شکار کرنے والا ایسے جانور کو زندہ پالے تو اسے ذبح یا نحر کرنا ضروری ہے۔

تذکیہ کی صحت کے لئے درج ذیل شرائط ہیں۔

(۱) تذکیہ (ذبح) کرنے والا بالغ یا سن شعور کو پہنچا ہوا ہو، مسلمان ہو۔ (اگرچہ اہل کتاب کا ذبیحہ بھی جائز ہے)۔

(۲) ذبح کا عمل دھاردار آلے سے انجام پائے اور جانور کی گردن اس کی دھار سے کٹے، خواہ آلہ لوہے کا ہو یا کسی اور چیز کا، بس شرط یہ ہے کہ اس سے خون بہے۔ دانتوں اور ناخنوں سے ذبح کرنا جائز نہیں۔ اسی لئے درج ذیل حیوانات کے حلال ہونے کے باوجود کھانا حلال نہیں۔

☆ جس جانور کا گلا اسی کے کسی عمل سے گھٹ جائے یا کوئی دوسرا اس کا گلا گھونٹ دے۔ (قرآن اصطلاح میں اسے المنخنقہ کہا گیا ہے)

☆ جس کی جان کسی بھاری چیز مثلاً پتھر، ڈنڈا وغیرہ کی چوٹ سے چلی جائے۔ (الموقوذۃ)

☆ جو کسی اونچی جگہ سے یا گڑھے میں گر کر مرجائے۔ (المتردیۃ)

☆ جو سینگ لگنے سے مرجائے۔ (النطیحۃ)

☆ جسے کوئی درندہ یا شکاری پرندہ پھاڑ کھائے، جسے شکار پر بھیجنے کے لئے سدھایا نہ گیا ہو۔

اگر مذکورہ حیوانات میں سے کسی کو زندہ پایا جائے۔ اس طور پر کہ وہ جاں کنی کے عالم میں نہ ہو اور اس کا تذکیہ کردیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(۳) تذکیہ کرنے والا تذکیہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ اس کام کے لئے ٹیپ ریکارڈ

کا استعمال کفایت نہیں کرے گا۔ ہاں اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔

تذکیہ کے کچھ آداب ہیں۔ جو اسلامی شریعت میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ حیوان کے ساتھ ذبح سے قبل، ذبح کے دوران اور ذبح کے بعد نرمی اور رحم دلی کا مظاہرہ ہو۔ اس لئے جس جانور کو ذبح کرنا ہو اس کے سامنے اوزار کو تیز نہ کیا جائے، اسے کسی دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے اسے کسی غیر دھاردار آلے سے ذبح نہ کیا جائے۔ ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچائی جائے اور جب تک کہ یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ اس کی جان نکل گئی ہے۔ اس وقت تک نہ اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹا جائے۔ نہ اس کی کھال کھینچی جائے، نہ اسے گرم پانی میں ڈبکی دی جائے اور نہ اس کے پر اکھیڑے جائیں۔

مناسب یہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کرنے کا ارادہ ہو وہ متعدی امراض سے محفوظ ہو اور اس میں کوئی ایسی چیز بھی نہ پائی جاتی ہو جس سے گوشت میں ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے کہ اس کا کھانا ضرر رساں ہو۔ یہ صحتی مقصد ان جانوروں میں پایا جانا ضروری ہے جن کا گوشت بازاروں میں رکھا جاتا یا ایکسپورٹ کیا جاتا ہے۔

(الف) شرعی تذکیہ میں اصل یہ ہے کہ اسے جانور کو جھٹکا دیئے بغیر انجام دیا جائے اس لئے کہ ذبح کے اسلامی طریقے پر اس کے شروط وآداب کے ساتھ عمل کرنا بہتر ہے۔ اس میں جانور کے ساتھ رحم دلی، اسے ذبح کرنے میں نرمی اور تکلیف میں کمی ہوتی ہے۔ ذبح کا عمل انجام دینے والے اداروں سے مطلوب یہ ہے کہ وہ بڑی جسامت کے جانوروں کے تعلق سے ذبح کے طریقوں میں بہتری لائیں۔ بایں طور کہ انہیں ذبح کرنے میں اس اسلامی اصول پر عمل کیا جاسکے۔

اگر جانوروں کو جھٹکا دینے کے بعد اس کا شرعی طریقے پر تذکیہ کیا جائے تو انہیں کھانا جائز ہے اگر وہ فنی شرائط پورے ہوں جن سے ثابت ہوتا ہو کہ تذکیہ سے قبل ذبیحہ کی موت ہوگئی تھی۔ ماہرین نے موجودہ دور میں ان شرائط کو حسب ذیل بیان کیا ہے۔

(۱) الیکٹرک شاک کے آلے کے دونوں سروں کو ذبیحہ کی دونوں کنپٹیوں یا پیشانی اور گدی پر لگایا جائے۔

(۲) دولیج سو سے چار سو وولٹ کے درمیان ہو۔

(۳) کرنٹ بھیڑ، بکری کے تعلق سے 0.75 سے 1.0 امپیئر کے درمیان اور گائے کے تعلق سے 2.0 سے 2.5 امپیئر کے درمیان ہو۔

(۴) الیکٹرک کرنٹ تین سے چھ سیکنڈ کی درمیانی مدت تک رہے۔

جس جانور کا تذکیہ مقصود ہو۔ اسے چھبنے والی سوئی کے ریوالور کلہاڑی یا ہتھوڑے کے ذریعے جھٹکا دینا جائز نہیں اور نہ انگریزی طریقے پر پھونک مار کر بے ہوش کرنا جائز ہے۔

گھریلو جانوروں کو الیکٹرک شاک کے ذریعے جھٹکا دینا جائز نہیں اس لیے کہ تجربہ سے ثابت ہے کہ ان میں سے ایک بڑی تعداد تذکیہ سے قبل مرجاتی ہے۔

جن حیوانات کو ہوا یا آکسیجن کے ساتھ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے آمیزہ یا گول سر والے ریوالور کے استعمال کے ذریعے جھٹکا دیا جائے اس طرح کہ تذکیہ سے قبل ان کی موت نہ ہو جائے تو تذکیہ کے بعد وہ حرام نہ ہوں گے۔

جو مسلمان غیر اسلامی ممالک میں رہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ قانونی طریقوں سے اپنے لئے بغیر جھٹکا کے اسلامی طریقے پر جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

غیر اسلامی ممالک میں جانے والے یا وہاں سے رہنے والے مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اہل کتاب کے ان ذبیحوں کو جو شرعاً مباح ہوں، کھائیں۔ مگر ضروری ہے کہ پہلے وہ اطمینان کرلیں کہ ان میں محرمات کی آمیزش نہ ہو لیکن اگر ان کے نزدیک یقینی ہو کہ ان کا شرعی طریقے پر تذکیہ نہیں ہوا ہے۔ تو ان کا کھانا جائز نہیں۔

اصل یہ ہے کہ پالتو جانوروں وغیرہ کا تذکیہ آدمی خود کرے۔ لیکن اس معاملے میں مشینوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ شرعی تذکیہ کی شرائط پوری ہوں۔ جانوروں کے ایک گروپ کو اگر مسلسل ذبح کیا جارہا ہو تو ابتداء میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے لیکن اگر تسلسل رک جائے تو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

(ب) اگر گوشت ایسے ممالک سے درآمد ہوتا ہو جہاں کی آبادی کی اکثریت اہل کتاب ہو اور ان کے جانوروں کو جدید سلاٹر ہاؤسز میں شرعی تذکیہ کی شرائط کے مطابق ذبح کیا جاتا ہو تو وہ حلال

گوشت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے۔ (المائدہ ۵)

(ج) جو گوشت ایسے ممالک سے درآمد ہوتا ہو جن کی آبادی کی اکثریت غیر اہل کتاب ہو وہ حرام ہیں۔ اس لئے کہ ان کے بارے میں گمان غالب ہے کہ ان جانوروں کی جانیں ایسے لوگوں کے ہاتھوں جاتی ہیں جن کا تذکیہ حلال نہیں ہے۔

(د) جو گوشت غیر مسلم ممالک سے آتے ہوں اگر ان کے جانوروں کا تذکیہ شرعی طریقے پر کسی قابل اعتماد اسلامی بورڈ کی نگرانی میں ہوتا ہو اور تذکیہ کرنے والا مسلمان یا کتابی (یہودی یا عیسائی) ہو تو وہ حلال ہیں۔ (ماخوذ از جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل، شائع کردہ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ماڈرن اسلامی فقہ اکیڈمی کراچی)

مندرجہ بالا امور کا تعلق قربانی و ذبیحہ سے ہے اور ذبیحہ کے مسائل سے آگاہی اس موقع پر نہایت ضروری ہے۔ جہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات ظاہری جس قدر رہا۔ اس کی مثال نہیں ملتی اور جس بے مائیگی و بے سروسامانی کے عالم میں مسلمانوں نے دشمن افواج کا مقابلہ کیا۔ وہ بھی بذات خود ایک قابل ذکر و قابل فخر کارنامہ ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مکی و مدنی جہادی زندگی میں کہیں کوئی ایک موقع بھی ایسا نہیں آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہو کہ قربانیاں اس سال نہ کی جائیں اور قربانی کے جانور جن لوگوں نے پال رکھے ہوں وہ بیچ کر مجاہدین کو فنڈ فراہم کریں تاکہ وہ تلواریں، نیزے، زرہیں اور بھالے خرید سکیں۔ نہ عہد خلافت راشدہ میں کبھی ایسا کوئی فرمان جاری ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی خریداری کی بجائے مسلم مجاہدین کو گھوڑے اور سواریاں خرید کردی جائیں۔ لہذا یہ بات اچھی طرح سمجھ لی جانی چاہیے کہ شعائر اسلام جس طرح سے شارع مقرر کردیئے ہیں ان کو اسی طرح ان کی اسی اسپرٹ پر باقی رکھتے ہوئے اسلامی اصولوں پر عمل کیا جائے گا، ان میں کسی پیوندکاری کرنے یا ان کی تحسین کے جذبے سے ان میں تحریف کرنے کی ضرورت نہیں۔

اللہ رب العزت سب کی قربانیاں قبول فرمائے۔ آمین ثمہ آمین

آزمائش دو حال سے خالی نہیں ہوتی

مرشد کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات "مفتاح الکنز" سے انتخاب

AFIC ہسپتال میں ڈاکٹروں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا

"میں ایک دفعہ فیصل آباد سے بذریعہ جہاز راولپنڈی آرہا تھا ایئر پورٹ پر ایک آدمی نے مجھے کشف المحجوب کا نسخہ دیا میں نے جب کتاب کو کھولا تو سب سے پہلے جو واقعہ میرے سامنے آیا وہ یہ تھا کہ سید الطائفہ جناب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے جب بیماری نے طول پکڑا تو دل میں خیال آیا کہ اے اللہ صحت تیری عطا کردہ نعمت ہے تو اس کی حفاظت فرما تو فوراً ہاتف غیبی سے آواز آئی جنید! تم میری ملکیت ہو مالک اپنی مِلک کو جہاں چاہے اور جس حال میں چاہے رکھے تم مجھے مشورہ دینے والے کون ہوتے ہو؟ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی فوراً اُٹھ کر بیٹھ گے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے ساتھیوں نے پوچھا حضور ابھی آپ موت و حیات کی کشمکش میں تھے اچانک اس تبدیلی کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ نے فرمایا میں اپنی ساٹھ سالہ صحت کو اس بیماری پر قربان کرتا ہوں جس کی وجہ سے میرے مالک نے مجھے اپنا کہہ دیا ہے میری ساٹھ سالہ بندگی مجھے یہ سند نہ دلوا سکی جو چند روزہ بیماری نے مجھے دلوا دی

بات دراصل یہ ہے کہ ایمان والوں کے لیے آزمائش چاہے کسی صورت میں ہو کبھی بھی دو حال سے خالی نہیں ہوتی۔ اس میں درجات کی بلندی ہوتی ہے یا گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے گنہگاروں کے لئے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اور کاملین کے لئے درجات کی بلندی ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے انسان صبر کا دامن نہ چھوڑے اور شکوے کا لفظ زبان پر نہ لائے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جسم کی خوشی دی ہوتی ہے ان کی رُوحیں پریشان ہوتی ہیں بعض لوگوں کے جسم پریشان اور روح مطمئن ہوتی ہے اس لئے کہ پریشانی میں عموماً انسان اپنے رب کو یاد کرتا ہے اس ذکر کی برکت سے اُن کی روح مطمئن ہوتی ہے حق تو یہ ہے انسان خوش ہو یا پریشان ذکر ہر حال میں جاری رہنا

چاہیے۔ انسان دنیاوی مصروفیات میں اُلجھ کر اس کی یاد سے غافل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بیماری یا کوئی اور پریشانی بھیج کر انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ سبب کوئی بھی ہو سامان طمانیت بہر حال ذکر ہی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ روح جہاں سے آئی ہے جب تک اُدھر رابطہ نہ ہو اس وقت تک اطمینان کو بحال کرلے کوئی تو چاہیے جو ان ٹوٹی تاروں کو جوڑے اور منقطع رابطوں کو بحال کرے کوئی تو چاہیے جو پردے اُٹھائے جب تک روح جسم کے ماتحت ہے پریشانی ہی پریشانی ہے بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کے جسم ان کی رُوحوں کے ماتحت ہیں۔ جس کا جسم روح کے ماتحت ہے وہ مطمئن ہے۔ جسم چونکہ پستی کی چیز ہے۔ اس کو اگر روح کے تقاضوں کے ماتحت نہ کیا جائے تو پستی کی طرف ہی راہنمائی کرتا ہے روح عالم امر کی چیز ہے اس کے تابع رہ کر اس کی خوراک کا انتظام کیا جائے تو چونکہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف رجحان رکھتی ہے اس لئے روح کے ماتحت رہنے والا انسان بھی عروج آشنا رہتا ہے۔

میں ایک دن حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تفسیر پڑھ رہا تھا آپ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کا جواب حضور مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ آپ وحدۃ الشہود کے قائل ہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ازل میں اللہ تعالیٰ نے جب روحوں کو مخاطب کیا تو فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ آپ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب میں لفظِ رب کیوں فرمایا یقیناً کوئی رزق ہے جس کے ساتھ روحوں کی پرورش کی گئی تھی۔ ایسا رنگ پیدا کرو جو اس مستی کو لوٹائے اس کے لئے کسی ایسے قرب آشنا کی ضرورت ہے۔ جس نے اس دولت کو اپنے سینے میں سمیٹ رکھا ہو اور اس کو تقسیم کرنے کی صلاحیت و ڈھنگ بھی رکھتا ہو۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ جب تک روح مطمئن نہ ہو جائے اس فتت تک ذکر جاری رکھو ہر لمحہ آرام حاصل کرنے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔

جب آدمی عہدوں سے سبکدوش ہوتا ہے عہدے اپنی گرفت ختم کردیتے ہیں کیوں نہ

اُس عہدے کا انتظام کیا جائے جس کی گرفت قبر میں بھی کمزور نہ ہو ایسا عہدہ صرف سرمایہ عشق ہی مہیا کرتا ہے۔ عشق والوں کی اپنی ایک الگ دنیا ہے ایک بات بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ آپ خود اندازہ کرلیں کہ عشق والوں کی اور عام لوگوں کی سوچ میں کتنا فرق ہے اور یہ کہ عاشقوں کے مزاج کس قدر حقیقت آشنا ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ میرے شیخ میرے والد گرامی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نماز کی نیت کس طرح کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا حضور! میں کہتا ہوں چار رکعت نماز فرض بندگی خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ آپ نے فرمایا اس میں غیب کا صیغہ ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے حاضر وناظر ہے۔ نیت اس طرح کرو چار رکعت نماز فرض اے اللہ تیرے واسطے اس میں شہود ہے۔ غیب میں حجاب ہے حجاب میں دوری ہے۔ جو نماز دوری کو نہ مٹا سکے اس نماز کا کیا فائدہ؟ اس وقت سے لے کر آج تک میں اسی طرح نیت کرتا ہوں ان باریکیوں پر صرف عاشقین اہل تصوف ہی نظر رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تصوف دین سے علیحدہ کوئی نظام نہیں بلکہ دین کی روح ہے اہل تصوف کی سوچ کے حوالے سے ایک مثال اور ذہن میں رکھیں تو بات اور بھی واضح ہو جائے گی۔ عام آدمی یہ دُعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ مجھے جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرما۔ اہل تصوف یہ کہتے ہیں کہ جنت اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے وہ مالک مکان ہے آپ مکان کے اندر کمرے کی بکنگ کرا رہے ہیں اور مالک مکان سے رابطہ ہی نہیں ہے۔ پہلے مالک مکان سے رابطہ کریں پھر اس کی مرضی پر چھوڑیں کہ وہ آپ کو جہاں چاہے جگہ دے یہ ہے صوفیاء کرام کی سوچ اور عام لوگوں کی سوچ میں فرق۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تصوف اہل محبت کی راہ ہے جو پڑھنے سے زیادہ نظر اور معیت کی محتاج ہے اس کے لئے کسی صاحب مقام ولی اللہ کی معیت میں وقت گزارنا ضروری ہے۔

(دسمبر 2007ء)

دور حاضر میں صوفیاء کا کردار

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں

از پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب

اصلها ثابت و فرعها فی السماء (سورۃ ابراہیم ۲۴)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو ہدایت، جو راہنمائی ہمیں نصیب ہوئی اس کی روشنی میں آج کے صوفیا کو کیا کرنا ہے؟ اس سلسلے میں چند باتیں یاد رہنی چاہئیں پہلی بات یہ یاد رہے کہ صوفی معاشرے سے اُٹھتا ہے کسی معاشرے کا فرد ہوتا ہے اور معاشرے کی کئی حیثیتیں ہوتی ہیں وہ صوفی کے اندر بھی موجود ہوتی ہیں۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے دور میں آئے جو کہنے کو تو مسلمان حکومت کا دور تھا۔ مغلیہ سلطنت تھی اور مغلیہ اپنے آپ کو احناف سے منسوب کرتے تھے۔ اور اولیائے کرام کے اکثر و بیشتر عقیدت مند بھی تھے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ دو بادشاہ آپ نے دیکھے اکبر اور جہانگیر اور دونوں ہی آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے رہے۔ وہ جو مزارات پر ننگے پاؤں جانے کے لئے تیار تھے وہ سرہند سے اٹھنے والے ولی کو کیوں نہیں مان رہے تھے بات اتنی ہے کہ بادشاہ وقت عقیدت کا اظہار کرنے میں تو بہت تیز تھے۔ دعائیں وصول کرنے کی بھی خواہش رکھتے تھے لیکن انہیں انداز حکمرانی میں شریعت کا نفاذ قبول نہیں تھا۔ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اصرار کر رہے تھے۔

اس لئے جو پہلی نصیحت ہمیں ملی وہ یہ ہے کہ اگرچہ مملکت اسلامی ہو، مسلمان حکمران ہو، نسل در نسل مسلمان ہو خیر کا طریقہ جو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا وہ آج بھی اپنانا ہوگا۔ آج بھی وہی حالات ہیں۔ آج بھی مسلمان حکمران ہیں۔ آج بھی عقیدت مندی کی انتہا ہے آج بھی چادریں چڑھائی جا رہی ہیں اور پھول برسائے جا رہے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ شریعت کی بنیادی مسائل پر تساہل ہو رہا ہے اس لئے آج کے صوفیاء کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے ان مسائل کو سامنے لانا ہوگا جو مسائل دین کی اساس ہیں اگر یہ نہیں کریں گے تو ہم حضرت

مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف نہیں کریں گے۔اور دین کی پاسداری نہیں کریں گے۔مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بھی ایسے صوفی تھے جن کے عقائد بگڑ گئے تھے ایسے بھی مکتبہ فکر تھے جو رسالت سے انکار کرنے لگ گئے تھے اس دور کے جو مختلف سلاسل اولیاء ہیں ان کی کتابیں پڑھیے اکثر کتابیں شروع سے آخر تک تصوف سے پُر ہیں مگر رسالت کا تذکرہ نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے۔مجاہدے اور مراقبے اور مکاشفات کی دنیا آباد ہے مگر سوچئے جو مکاشفہ در رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض نہیں لیتا جو مراقبہ عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نہیں چلتا اور جو الہام، نبوی الہام کے سائے میں نہیں رہتا وہ مسلمانوں کو کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے۔حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری محنت مقام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل معتبر ہے آپ نے جو فرمایا وہی سب کچھ ہے اس کے سوا تصوف کوئی چیز نہیں یہاں تک لکھ دیا کہ عیدالفطر کے دن کھا کے عیدگاہ کی طرف جانا سنت سے ثابت ہے اور جو اس لئے کرے تو وہ اتنا ثواب پائے گا جو لگاتار دائمی روزے رکھنے والا بھی نہیں پا سکے گا آپ یہ پیغام دینا چاہتے تھے۔ایک چیتل کا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے خیرات کر دینا پہاڑوں جتنا سونا دے کر خیرات کرنے سے جو اپنے نفس کی تسکین کے لیے بہتر ہے سب عظمتیں اتباع رسالت میں ہیں۔سب حسنات شاخیں ہیں اُس اصل ثابت کی جو دین کی بنیاد ہے۔

توتی اکلھا کل حین (سورۃ ابراہیم ۲۵)

کی طرح یہ شاخیں ہر وقت پھل دیں گی ہر وقت ان سے فیض جاری ہوگا فیضان کا طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کشید کرنا ہوگا اس دور میں بھی اور آج بھی۔منصب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت کچھ کہا جا رہا ہے۔کیا ہمارا ردعمل مجددانہ ہے ہمیں یہ سوال اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے۔اُس دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی غلط فہمی ہو گئی تھی۔اُن کے عمل کے ساتھ اتنی محبت کا سلوک نہیں ہو رہا تھا جو وہ تقاضا کرتا تھا۔مجدد

الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لگاتار عظمتِ صحابہ کا درس دیا اس دور میں جو کیا جا رہا تھا۔خفیہ طور پر آج بھی کہا جا رہا ہے۔کہا جا رہا تھا کہ ولایت اتنی معتبر ہے اتنا بڑا مقام عطا کرتی ہے کہ بات صحابہ سے بھی آگے نکل جاتی ہے یہ اس دور کی بات تھی۔مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سخت تنقید کی اور کہا کہ ایک چھوٹے سے چھوٹا صحابی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا مجلس نہیں پائی۔جتنا بھی کم فیض یافتہ سمجھ لو انہیں لیکن وہ در رسالت پہ آئے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابی بنے ہیں ان کا مقام ہر ولی سے بہتر ہے۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن کی اطلاع خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کوئی چھوٹا وجود نہیں ہے۔لیکن آپ بھی چھوٹے سے چھوٹے صحابی سے کم ہیں اس لئے کہ اس صحابی نے چہرہ رسالت دیکھا ہے یہ تھا ایمان جو پھیلایا گیا۔حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ برملا کہتے ہیں کوئی مکاشفہ حکم رسول سے آگے نہیں جا سکتا۔کہا علمائے فقہ جنہوں نے فتاویٰ جاری کیے ہیں امام محمد کا امام ابو یوسف کا اور امام ابوحنیفہ علیہم الرحمۃ کا نام لیا۔یہ جو فتوے فرما گئے ہیں حجت ہیں کسی ولی کے خواہ وہ بڑے سے بڑا بھی ہو اس کا مکاشفہ حجت نہیں ہے فرمایا میرے دوست کل قیامت کو تجھ سے جو سوال ہوگا وہ شریعت پر عمل کرنے کا ہوگا کسی مکاشفے پر عمل کرنے کا نہیں ہوگا یہ بات کتنی بھلی لگتی ہے ایک صوفی کے منہ سے ایک ولی اللہ کے منہ سے کہ وہ اپنا مقام متعین کر رہا ہے کوئی کہے کہ ہم پر حملہ کر دیا وہ کہتے ہیں میں سب سے پہلے اس تنقید کا حق بردار ہوں اس لئے تمہیں بھی سوچنا ہوگا جو سبق دیا تھا اور یہ تھا جو آج کے لئے ہمیں درس ملا ہے۔اتنی بصیرت کا ثبوت دیا ہے کہ آنے والی نسلیں یاد کرتی رہیں گی۔مسلمان حکومت تھی مخالف بہت تھے آپ جھکنا نہیں چاہتے تھے شریعت کے کسی فتوے پر بادشاہ کی رضامندی کی خاطر ترمیم نہیں چاہتے تھے کہتے رہے کہ تصوف کا دعویٰ کرنے والو شریعت پر عمل کرو بادشاہ کی خوشنودی دیکھ کر ترمیم نہ کرو۔یہ سبق دیا کہ مجھے بلایا گیا تھا لیکن وہاں بھی میں مجدد بن کر گیا تھا درباری بن کر نہیں۔میں ساتھ ساتھ رہا تھا لیکن اپنا مشن میں نے برقرار رکھا تھا۔میں کسی

مصلحت کا شکار نہیں ہوا تھا لیکن ایک بات بڑی حکمت انگیز ہے کہ اس جبر کے باوجود بغاوت نہیں کی نہ اکبر کے خلاف نہ جہانگیر کے خلاف ۔ حالانکہ کہ خانِ خاناں ایک بار سوچنے لگے تھے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر وہ بہت اعتقاد رکھنے والے تھے سوچنے لگے کہ حکومت غیر اسلامی ہو گئی ہے اس کا رویہ غلط ہے تو کیوں نہ اس کے خلاف بغاوت کر دی جائے ۔ ایک خیال آ گیا تھا بغاوت کا ۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھا اور انتباہ کیا خبردار ! بغاوت نہیں کرنی ہے ۔ مسلمان ہیں دعویٰ اسلام رکھتے ہیں ان کی اصلاح ہم پر فرض ہے بغاوت فرض نہیں ہے ۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی بصیرت بول رہی تھی کہ اگر یہ حکمران جو مسلمان کہلاتے ہیں ۔ چلے جائیں گے تو غیر مسلموں کی حکومت آئے گی اور یہی ہوا مغلیہ دور گیا تو انگریز آئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہچان گئے تھے کہ مسلمان حکمران کیسا بھی ہو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے ۔ اس کا تختہ نہیں اُلٹ دینا چاہیے راجپوت نیچے تھے یا انگریز نیچے تھے راجپوت حکمرانی میں آتے یا انگریز آتے ۔ آپ دونوں کا راستہ روک کر کھڑے ہیں اس لئے اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں ۔ سختیاں بھی برداشت کر رہے ہیں لیکن اصلاح کر رہے ہیں ۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور عظمت دیکھیے ۔ کہ اتنا بلند مقام پانے کے باوجود شریعت کے سامنے عجز کا اظہار کرتے ہیں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ، وہ شیخ التفسیر بھی تھے شیخ الحدیث بھی تھے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کا وہ وجود ہے جو حدیث میں سند ہیں ۔ انہوں نے ایک گفتگو پر ایک جگہ اعتراض کیا اور چالیس صفحے کا خط لکھ دیا وہ مقام بھی سمجھتے تھے عقیدت بھی رکھتے تھے ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیعت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہے ان کے مکتوبات جو اپنے شیخ کے نام پر کئی مکتوب لیکن شریعت کا مسئلہ آیا تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ٹکرا گئے ۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جوابی خط بھی موجود ہے ۔ کہیں انا کا مسئلہ نہیں بنایا ۔ آج ایک فتویٰ منہ سے نکل جائے اور مخالفت ہو تو نئے گروہ تیار ہوتے ہیں نئی گروہ بندیاں ہو جایا کرتی

ہیں ۔ ان گروہ بندی کرنے والوں کو سوچنا ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے ہو سکتے تھے اور امت مسلمہ کو بانٹ سکتے تھے ۔ لیکن انہوں نے ان کے اعتراضات کا جواب نہایت علم اور محبت کے ساتھ دیا اور اتنی وضاحت کی کہ حضرت شیخ کو کہنا پڑا ۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے ۔ آپ کی وضاحت میرے لئے قابل قبول ہے یہ سبق تھا جو دیا گیا تھا آج کون ہے جو انا کا بُت توڑے ۔ آج کون ہے جو اپنی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی وضاحت اس انداز سے کرے کہ اختلاف جنم نہ لے یہ اب کیا ہے ہر روز نئے فتنے اُٹھ رہے ہیں ۔ ہر روز نئی باتیں سامنے آ رہی ہیں ایک کتاب آنے سے دوسری کتاب وضاحت میں نہیں آتی ردعمل میں آتی ہے اور اتنے شدید جملے کہے جاتے ہیں جیسے غیر پر کئے جا رہے ہیں کیا ہم مجددی مسلک کو اختیار کریں گے کیا ہم اپنوں کو اپنا سمجھتے ہوئے گفتگو کریں گے یا دھتکار دیں گے یہ آج کے صوفیاء کے لئے لمحہ فکریہ ہے ۔ سنتے تھے کہ علماء جھگڑتے ہیں صوفی تو پیار دیتے ہیں ۔ صوفیا کے ہاں تو پیار ہی پیار ہوتا ہے لیکن حیرت ہوتی کہ خانقاہ خانقاہ سے ٹکرا رہی ہے کیا یہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل ہو رہا ہے ۔ یہ ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بتائی تھی کہ نجات کا ذریعہ صرف اور صرف اتباع رسالت ہے ۔ سب کچھ ان کی اقتداء میں ہے ۔ اس لئے اپنا عمل بھی شریعت کے مطابق ہے اتنا بڑا مجدد اور فتویٰ پوچھتا ہے پوچھتا ہے علمائے فقہ سے ، کتاب نکال کر دیکھتا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کیا ہے ؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کیا ہے ؟

آج تو ولایت کا دعویٰ علماء کے تحقیر بنتا جا رہا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتا دیا کہ میں کتنا بڑا صوفی بھی کیوں نہ ہوں میں آئمہ فقہ کی اقتداء میں ہوں میں ان کا احترام کرتا ہوں کہ علم کو برتری حاصل ہے ہر تصوف ایک عمل ہے جو علم کے استحکام کے لئے ہے کیا کوئی صوفی ہے جو مقلد نہ رہا ہو کیا ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حنفی نہیں ہیں ؟ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا پہلا باب ہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رئیس الاولیاء ہو کر بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسلک پر عمل پیرا ہیں ہر صوفی نے اپنے سر کا تاج آئمہ فقہ کو بنایا ہے۔ آج ہم انہی اماموں پر طعنہ زن ہیں۔ یعنی ہم علم کی سطوت کو گرانا چاہتے ہیں اور اپنے کاروبار کے لئے جہالت کو فروغ دینا چاہتے ہیں یہ ہے جس کا توڑ کرنا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جس کے خلاف جہاد کرتے رہے لگا تار جہاد کرتے رہے اور کہتے رہے میرے دوستو! یاد رکھو کل قیامت کو جو سوال ہوں گے وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیئے گئے فتوے، امام محمد کے فتوے، امام یوسف کے فتووں پر ہوں گے جو شریعت کی توضیح ہیں۔ ابوالحسن نوری اور ابو بکر شبلی علیہما الرحمہ کے حوالے سے سوال نہیں ہوں گے۔ دونوں بڑے صوفی ہیں جو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح ہیں۔ ان کے بارے میں سوال نہیں ہوں گے۔ سوال ہوگا کہ تو یہ کہ شریعت پر عمل کیا یا کہ نہیں کیا؟ اس لئے آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ علمائے شریعت کی برتری تسلیم کی جائے۔ علماء کو مانا جائے۔ عمل کرنے والا کتنا بڑا کیوں نہ ہو لیکن شریعت کی حدود سے نکل نہیں سکتا کیوں کہ کامیابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دعویٰ ہی نہیں کرتے۔ وہ عملاً اتباع کرتے ہیں اپنی عملی زندگی میں واضح کیا کہ دعویٰ نہیں کرتا عمل کرتا ہوں۔ بیمار ہو گئے حکیم نے کہا کچھ لونگ استعمال کیجئے مرید سے کہا لونگ لا دو۔ ہتھیلی پر رکھے تو آٹھ تھے آب دیدہ ہو گئے، رنجیدہ ہو گئے۔ لوگوں نے کہا حضور کیا ہوا فرمایا۔ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو طاق چیز پسند تھی اگر نو ہوتے تو زیادہ اچھا تھا کوئی فتویٰ نہیں دیا اقتداء کی اس حد تک چلے گئے تھے اس لئے کہتے تھے کہ کبھی کبھی میری رگِ فاروقی پھڑک اُٹھتی ہے کیوں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اس کے سامنے تھا کہ مدینہ منورہ کی گلی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے تھے۔ صحابہ ساتھ تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ اچانک ایک جگہ ٹھہر گئے۔ اور قافلہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی معیت میں آگے گزر گیا مڑ کر دیکھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہیں تھے پوچھا کہا فاروق کیا ہوا آتے کیوں نہیں ہو کیا پریشانی ہو گئی ہے۔ نالی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نالی کو پار کیا ہے میں کوتاہی کر گیا ہوں۔ دیکھا نہیں ہے کہ کونسا پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اُٹھایا ہے اس لیے کھڑا ہوں کہ اس چال میں بھی آپ کی سنت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے انحراف نہ ہو جائے۔ یہی تصوف ہے جس کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ درس دیتے رہے آیئے۔ اپنی انا کے بتوں کو توڑیں اپنی گروہ کی حفاظت کو چھوڑیں۔ اپنی مسندوں کے تمکن کو چھوڑیں اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کے لئے اپنی گدی کو مرکز بنائیں۔ یہ گدیاں نشان منزل ہیں مدینہ منورہ دکھاتی ہیں جس گدی سے مدینہ منورہ نظر نہیں آتا تو یوں سمجھ لیجئے کہ بات اپنی ذات کے فائدے کے لئے ہے۔ یہ نشان راہنما ہیں جو ہاتھ پکڑ کر مدینہ لے جاتے ہیں۔ ان ہاتھوں کی قدر کیجئے۔ جو مدینہ منورہ لے جاتے ہیں۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سب کو ادھر کا رُخ دکھا رہے ہیں۔ کہ وہی ہے مرکز وہی ہے در نجات کی منزل اور وہی ہے کامیابی کا ذریعہ۔ آیئے ہم بھی اُسی پر عمل کریں۔

صبغۃ اللہ

از: مسز ڈاکٹر عبدالحفیظ اختر صاحبہ

ترجمہ:۔"ہم پر اللہ کا رنگ چڑھا ہے۔اور کس کا رنگ خوبصورت ہے۔اللہ کے رنگ سے"

سورۃ البقرہ آیت138

اللہ تعالیٰ کا رنگ ہی توحید خالص کا رنگ ہے۔جس کو چڑھانے والے سید انس و جان محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ رب العزت نے یہ سوچا کہ میں "پہچانا جاؤں" تو اُس نے اپنے نور میں سے نور پیدا فرمایا۔مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کے فرمان کے مطابق وہ نور 70 ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کے دیدار میں رہا۔کیا دیکھا، کیا دکھایا، کیا سمجھایا یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔اور نور اُن کی پیشانی میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے رنگ چڑھانے کی تیاری شروع کر دی تھی۔

آج کل اگر آپ کپڑا کسی رنگساز کو دیں۔اور اُسے بتائیں کہ اِس کو فلاں رنگ کر دو۔تو وہ اِس میں مختلف رنگ ملا کر مطلوبہ رنگ حاصل کرتا ہے۔یہ تو دنیا کے رنگ کی مثال ہے جو پکا نہیں ہوتا۔لیکن رب کریم نے اپنی تمام خوبیوں سے اُس ذات اقدس کو سنوارا، سجایا، بنایا اور آخر میں رنگ محبت کے نور سے منور کر دیا۔جو اُن کے چہرہ اقدس پر ہر وقت جلملا تا رہتا۔اور دیکھنے والوں کے دلوں اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنتا۔سبحان اللہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رنگ اپنی آل اولاد اور اپنے تمام صحابہ کرام پر چڑھایا۔آج ہم کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق پڑھیں۔تو ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاص، کردار اور اسوۂ حسنہ کی جھلک نظر آتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (سبحان اللہ) انہیں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رنگا ہے۔کہ اُن کی ہر ہر ادا ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

اُن کے ماننے والے بھی اُسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔رنگ مرشد ہی اصل میں

صبغۃ اللہ ہے۔اسی لئے میں اپنے مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کی مثال دونگی۔

سبحان اللہ رُخ روشن پر نورِ محمدی کی جھلک دل لوٹنے کے لئے،اور تسکین قلب و جان کے لئے کافی ہے۔زندگی کے ہر میدان میں ہر قدم پر مرشد کریم کی زندگی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت مطہرہ کی جھلک بہت ہی نمایاں نظر آتی ہے۔

کیا یہ بزرگ ہستیاں ایسے ہی صبغۃ اللہ میں رنگ ہو جاتی ہیں؟نہیں۔

اِن کی پوری زندگی کے تمام شب وروز اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر سختی سے عمل کرنے میں بسر ہوتے ہیں۔

قرآن پاک کی سورۃ البقرۃ میں ایسے لوگوں کو ھدی للمتقین کے نام سے پکارا گیا ہے۔متقی لوگوں کی کچھ علامات قرآن پاک نے واضح کی ہیں۔

پہلی علامت یہ ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہر چیز کو سچا جانے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مفید اور نفع مند ہونے پر اس درجہ یقین ہو۔کہ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود عملی جامہ پہنانے کو تیار ہو جاتے۔اعتماد اور اطاعت کا یہ مقام جب تک کسی کو میسر نہیں آتا۔وہ قرآن پاک کی ہدایت سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔تو متقی کی پہلی علامت یہ ہے۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام چیزوں پر محکم یقین رکھتا ہو۔

متقی کی دوسری علامت:۔قرآن پاک میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے اور سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان بجالائے۔خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا اور یہ تصور رکھنا کہ تو گویا اپنے معبود کو دیکھ رہا ہے۔ورنہ کم از کم تنا ضرور ہو۔کہ تیرا رب تجھے دیکھ رہا ہے۔اس ذوق شوق سے ادا کی ہوئی نماز وہ نماز ہے جو دین کا ستون ہے۔اور مومن کی معراج ہے۔

تیسری علامت:۔دولت مند اپنی دولت سے عالم اپنے علم سے اور عارف اپنی روحانی فیوضات سے مستحقین کو مالا مال کرے۔

آخرت کی زندگی کو تسلیم کر لینا ہی کافی نہیں۔بلکہ اس کے ساتھ ایقان ضروری ہے۔ایقان کہتے ہیں۔علم کی پختگی جس میں شک وشبہ کا گزر نہ ہو۔جب کسی چیز یا حقیقت کا علم اتنا پختہ ہو جاتا ہے۔تو وہ عقل،دل اور ارادہ کو مسخر کر لیتا ہے۔

ان اوصاف سے متصف جو لوگ ہیں۔ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔کہ
''وہی فلاح'' پانے والے ہیں۔

فلاح ایک مکمل کامیابی کو کہا جاتا ہے۔جس کے دامن میں دنیا و آخرت کی ساری سعادتیں، برکتیں سمٹ آئی ہیں۔جب میں نے پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ضیاء القرآن میں متقی لوگوں کی علامات پڑھیں تو یقین جانیے میرے دل نے بے اختیار سبحان اللہ کہتے ہوئے گواہی دی کہ یہ سب علامات تو میرے مرشد کریم پیر محمد علاؤالدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ میں موجود ہیں۔یہی تو صبغۃ اللہ ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔

ہم جیسے مریدین جو انہیں دور سے دیکھتے ہیں وہ بھی ان رنگوں کی بہار دیکھتے ہیں۔لیکن قریب رہنے والے کیا کیا دیکھتے ہیں۔کاش وہ بھی ہم جان سکیں اور مرشد کریم کی اعلیٰ صفات سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہو سکیں۔(آمین)

مرشد کریم کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اُن کے ہر قول پر عمل اور ہر رنگ میں نظر آتا ہے۔اُسی کے فیض سے اُن کے تمام مریدین فیض یاب ہو رہے ہیں۔

بلکہ اُن کو مرشد کریم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در تک پہنچا کر انہیں بھی صبغۃ اللہ میں رنگ دیا ہے۔جس کی وہ خود ایک بہت خوبصورت اور بہترین مثال ہیں۔

نمازوں کا حکم تو ہے ہی۔وہ اپنے مریدین کو نفلوں کی جگہ قضاء نماز پڑھنے کی بھی ترغیب دیتے ہیں۔اُن کا فرمان ہے''قیامت کے دن نمازوں کے متعلق سوال ہوگا۔نفلوں کا نہیں۔

اس پُر فتن دور میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ دفعہ شکر ادا کرنا چاہیے۔کہ اُس نے ہمیں مرشد کریم پیر محمد علاؤالدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ جیسے مرشد عطا فرمائے۔جو مکمل طور صبغۃ اللہ میں رنگے ہوئے ہیں۔جو ظاہر باطن سے سب کو نظر آتے ہیں۔کوئی دیکھنا نہ چاہے تو یہ خود اُس کی اپنی نظر کا قصور ہے۔

ورنہ سبحان اللہ سبحان اللہ مرشد کریم اس دنیا میں اس وقت اپنی مثال خود آپ ہیں۔
اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمتوں، برکتوں اور شفقتوں کا سایہ قائم رکھے۔(اللھم آمین)
اور ہم جیسے گنہگاروں کو اُن کی ذات اقدس سے فیض یاب فرمائے۔(امین ثمہ امین)

صالحین کی محبت

از: علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب

''گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی اور پرہیزگار ہیں۔''(القرآن)

''قیامت کے دن دنیا کے سارے بھائی چارے اور دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کے حصے کا عذاب بھی اس کے دوست پر مسلط کر دیا جائے۔وہ ایک دوسرے سے دور بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ایک دوسرے سے بیزاری کا اعلان کریں گے۔لیکن وہ لوگ جو صالحین تھے اور عمر بھر اللہ سے ڈرتے رہے'' ان کی دوستی اس روز بھی سلامت رہے گی۔

چنانچہ امام مسلم نے یہ روایت نقل کی ہے۔''یعنی کہاں ہیں وہ آپس میں محبت کرنے والے؟ مجھے اپنے جلال کی قسم میں ان کو آج اپنے سائے کے نیچے جگہ دوں گا جبکہ میرے سائے کے بغیر اور کوئی سایہ نہیں ہے۔''

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر دو بندے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں رہتا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا کہ یہ وہ آدمی ہے کہ جس کے ساتھ تو میرے لئے محبت کرتا تھا۔''

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کے لئے ایک دوسری بستی میں گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کو بھیج دیا۔جب اس شخص کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو فرشتے نے پوچھا۔کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا۔اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس سے ملنے کا ارادہ ہے۔فرشتہ نے پوچھا۔کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے جس کی تکمیل مقصود ہے؟ اس نے کہا۔اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ مجھے اس سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محبت ہے تب اس فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لایا ہوں کہ جس طرح اس شخص سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے''

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔اس شخص

کے بارہ میں کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن (ان جیسے اعمال کر کے) ان سے ملا نہیں ہے؟ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔"

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میری محبت واجب ہو گئی میری خاطر محبت کرنے والوں، میری خاطر مجلسیں قائم کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے والوں، اور میری خاطر خرچ کرنے والوں کے لئے۔"

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے کہ میں اپنے فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں، پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے تیری محبت، تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور تیری محبت پیدا کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ! اپنی محبت میرے لئے، میرے نفس، میری اولاد اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ راوی بیان کرتے ہیں۔ کہ سرکار جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے اور آپ سے کوئی بات نقل کرتے تو فرماتے۔ وہ اپنے دور میں سب سے زیادہ عبادت گزار انسان تھے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ کلمات کہا کرتے تھے۔ یا اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ہر اس شخص کی محبت عطا فرما جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے۔ یا اللہ! مجھے جو پسندیدہ چیز عطا فرمائے اسے اپنی محبت میں میری قوت و طاقت بنا اور جس پسندیدہ چیز کو مجھ سے روک رکھے تو مجھے اپنی محبوب چیزوں میں مصروف رکھ کر اس سے فارغ البال بنا دے۔"

انار کی فائدے

ادارہ

انار کا تعلق ربیع کی فصل سے ہے۔ یہ بہت ہی لذیذ اور رسیلا پھل ہے۔ جو ہر عمر کے افراد میں بے حد مقبول ہے۔ اس کو عربی زبان میں سنسکرت اور بنگالی میں واڑم اور انگریزی میں پومیگرینیٹ کہا جاتا ہے۔ انار کا شمار ان پھلوں میں ہوتا ہے۔ جن کا ذکر قرآنِ مجید میں آیا ہے۔

انار ایک مشہور ہر دلعزیز اور کثرت سے استعمال کیا جانے والا پھل ہے جو دنیا کے بہت سے ممالک سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی کاشت برصغیر پاک و ہند کے علاوہ چین اور جاپان میں بھی ہوتی ہے۔ انگلستان، یورپ اور امریکہ کی زمین اس کی کاشت کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس لئے وہاں یہ زیادہ تر بحیرہ روم کی آب و ہوا والے ملکوں سے آتا ہے۔ سعودی عرب کے شہر طائف کا انار بہترین شمار ہوتا ہے مگر افغانستان کے شہر قندھار کا انار بھی بہت میٹھا، رسیلا اور لذیذ ہوتا ہے۔

انار کا شمار ان پودوں میں ہوتا ہے جس کی جڑ، چھال، پھل، پھول یہاں تک کہ اس کے چھلکے بھی شفائی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ انار کے اوپر کا چھلکا سخت ہوتا ہے اگر سے اتار دیں تو اس کے اندر سے سینکڑوں، سرخ گلابی یا سفید دانے نکلتے ہیں۔ یہ دانے بڑے خوبصورت ہوتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے قدرت نے جواہرات تراش خراش کر بھر دیئے ہوں۔ یہ دانے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ انار میں پروٹین، کیلشیم، فولاد، فاسفورس اور وٹامن سی پائے جاتے ہیں جو جسم میں قوت و توانائی کو برقرار رکھنے، ہڈیوں کو مضبوط کرنے، دل و دماغ کو طاقت دینے اور خون بنانے کے لئے ضروری ہیں۔

انار کی تین اقسام ہوتی ہیں۔

1- شیریں انار (میٹھا انار) 2- ترش انار (کھٹا انار) 3- میخوش انار (کھٹا میٹھا انار)

انار میں بہت سے طبی فائدے پائے جاتے ہیں۔

میٹھا انار:۔ انار شیریں کا استعمال ان لوگوں کے لئے بہت مفید ہے جن کے بدن میں حدت ہو،

پیاس زیادہ لگتی ہو، منہ خشک رہتا ہو، گھبراہٹ واختلاج کی شکایت رہتی ہو اس کے علاوہ یرقان کے مریضوں کے لئے بھی یہ فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ انار خون بناتا ہے اور جگر کو تقویت دیتا ہے۔

پرانی کھانسی کا علاج:۔ انار کے چھلکوں کو توے پر بھون لیں اور اس کا جوشاندہ تیار کر کے پرانی کھانسی کی شکایت میں پلائیں۔ اس کے علاوہ انار کے دانوں کا رس نچوڑ کر شکر کے ساتھ پکا کر قوام تیار کریں جسے شربتِ شیریں کہا جاتا ہے۔ یہ شربت انار شیریں کے نام سے بازار میں بھی ملتا ہے اور مذکورہ تکلیف میں استعمال کیا جاتا ہے۔

تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ انار میں جراثیم کش صلاحیت بھی ہوتی ہے اسی لئے اسے دق وسل یعنی ٹی بی کے مریضوں کے لئے بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے استعمال سے کمزور جسم صحت مند و توانا ہو جاتا ہے۔

انارِ ترش:۔ حکماء کی رائے کے مطابق اس کی تاثیر سرد وخشک ہے۔ اپنی تاثیر کے اعتبار سے کھٹا انار قلب کی تقویت کے علاوہ جگر کی اصلاح بھی کرتا ہے۔ خون کی حدت اور جوش اس کے کھانے سے کم ہو جاتا ہے۔ یہ صفرا کو اعتدال پر لا کر متلی اور قے روکتا ہے۔ اس میں قبض پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ دستوں کے خلاف ڈھال کا کام کرتا ہے۔ خصوصاً ایسے دست جن سے فضلے کے اخراج کے بعد جلن محسوس ہو۔ کھٹے انار کا رس معدے و آنتوں کو طاقت دینے اور غذا کو ہضم کرنے والی ادویات میں شامل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بنا ہوا شربت، شربتِ انار ترش کے نام سے ملتا ہے اور مذکورہ فوائد رکھنے کے ساتھ ساتھ گرمیوں میں بطور مشروب بھی اس سے تواضع کی جاتی ہے۔

انارِ میخوش:۔ کھٹا میٹھا انار میٹھے اور ترش دونوں اناروں کی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

انار کے پھول:۔ یہ ایسے درخت کے پھول ہوتے ہیں جن میں پھل نہیں لگتے۔ ان کی بڑی خصوصیت بہتے ہوئے خون کو روکنا اور قبض پیدا کرنا ہے۔ اس وجہ سے جسم کے کسی بھی حصے سے خارج ہونے والے خون کو روکنے میں انہیں تنہا یا مناسب ادویہ کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ قابض ہونے کی بناء پر یہ مسوڑھوں کو سکیڑ کر ہلتے ہوئے دانتوں کو مضبوط کرتے ہیں۔

انار دانہ:۔ انار دانہ نظام ہضم کو تقویت دیتا ہے جس کی وجہ سے بھوک کی کمی کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ یہ متلی والٹی کو روکنے میں مفید ہے اس کے علاوہ منہ کی کڑواہٹ کو زائل کرتا ہے انار دانہ کو گھروں میں چٹنیوں میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔

صحت کی کمزوری:۔ کھٹے میٹھے انار (انارِ میخوش) کا رس دو پیالی لیں اس میں کاغذی لیموں کا رس ایک پیالی ملا دیں۔ پھر اس میں گڑھل کے 20 عدد پھول سبزی دور کر کے اچھی طرح ملا لیں۔ اور اس آمیزے کو ایک بڑی بوتل میں بھر کر اس کا منہ خوب اچھی طرح بند کر دیں۔ 24 گھنٹوں کے بعد بوتل سے رس نکال کر چھان لیں۔ اور ڈاٹ لگا کر 3 دن رکھیں۔ ڈاٹ کا مضبوطی سے لگانا ضروری ہے۔ ورنہ یہ اڑ جائے گا۔ یہ رس 2 چائے کے چمچے ایک پیالی سونف کے عرق میں ملا کر استعمال کرنے سے جسم کی کمزوری دور ہونے کے ساتھ ساتھ اختلاج، بھوک کی کمی اور بے خوابی کی شکایات دور ہو سکتی ہے۔

مسوڑھوں سے خون آنا:۔ انار کی کلی یا خشک پھول باریک پیس کر تھوڑی سیاہ مرچ شامل کر کے اسے بطور منجن استعمال کرنے سے مسوڑھوں سے خون آنے کی شکایت دور ہو جاتی ہے اور مسوڑھوں کے ریشے مضبوط ہو جاتے ہیں

بھوک کی کمی:۔ انار کے دانے نکال کر اس میں نمک اور کالی مرچ کا سفوف چھڑک کر اس کا رس چوسنا پیٹ کے درد کی شکایت اور بھوک کی کمی میں مفید ہے۔

پیٹ کے کیڑے:۔ انار کا اندرونی اور بیرونی چھلکا پیٹ کے کیڑوں کے لئے نہایت موثر دوا ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح اس کی جڑ کی چھال کا جوشاندہ استعمال کرنے سے کدو دانے ہلاک ہو سکتے ہیں۔

امراض جگر ومعدہ: جگر ومعدہ کے امراض میں ایک لیٹر انار کا رس صاف برتن میں چند گھنٹوں کے لئے رکھ دیں پھر اس کو دوسرے برتن میں ڈال کر ایک پاؤ مصری اس میں حل کریں اس کے بعد دس گرام سونف کا باریک سفوف ملا دیں۔ اب بوتل کو بند کر کے دھوپ میں رکھیں۔ ایک ہفتے کے بعد اس کا استعمال شروع کریں۔ اس کا دن میں دو بار چھ گرام سے 30 گرام تک استعمال کریں۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علت ہائے ما

شہر فیصل آباد میں مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
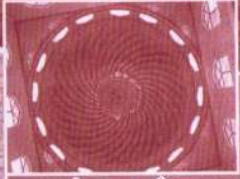
کا ایک عظیم علمی و رفاہی منصوبہ

مسجد کے گنبد کا اندرونی منظر
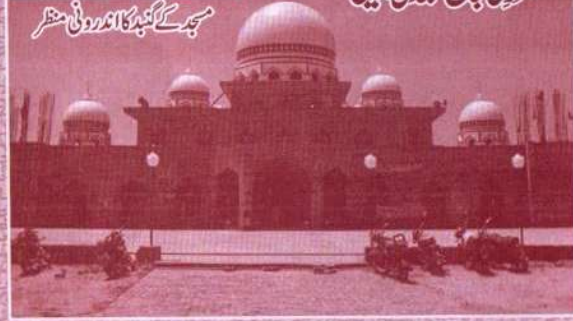
مرکزی جامع مسجد محی الدین

سدھار جھنگ روڈ فیصل آباد کے متصل

محی الدین اسلامی کالجز

زیر تعمیر
اس عظیم منصوبہ میں
سیمنٹ۔ ریت سریا
اینٹیں۔ بجری اور
مالی تعاون کے ذریعہ
شامل ہو کر عنداللہ
اجر عظیم حاصل کریں

شیخ حاجی محمد بشیر داؤد صدیقی (داؤد ٹیکسٹائل ملز)
صدر محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0300-8662234
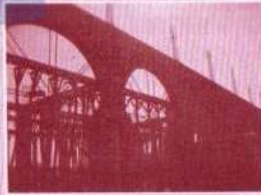
شیخ حاجی محمد آصف صدیقی (سدھے شیخ فیبرکس)
نائب صدر محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0321-7840000

المشتہر: خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

---

۷۸۶ / ۹۲

وزیر اے حضرت ثانی لاثانی غلام اللہ پیر
شیر ربانی اعلیٰ حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

کے برادر حقیقی و سجادہ نشین

مرشد اہل طریقت مظہر فیض کشیر
ثانی لاثانی حضرت قبلہ
میاں غلام اللہ نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

فخر المشائخ بانی تحریک یوم مجدد الف ثانی
مظہر شیر ربانی، شبیہ ثانی لاثانی
حضرت صاحبزادہ قبلہ الحاج
میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف

سالانہ عرس مبارک

بمقام　بتاریخ

شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

17 / 18 اکتوبر 2014 بروز جمعہ / ہفتہ

حسب سابق نہایت ہی عقیدت و احترام سے منعقد ہو رہا ہے

زیر نگرانی
حضرت جرنیل شیر ربانی صاحبزادہ
میاں سعید احمد صاحب شرقپوری
(سابق ایم پی اے)

زیر قیادت
مخدوم ملت حضرت صاحبزادہ
میاں جلیل احمد صاحب شرقپوری
(ایم اے معاشیات) (سابق ایم پی اے)

زیر اہتمام و انصرام

پروردہ آغوش ولائت نبیرہ فخر المشائخ جگر گوشہ درویش کامل حضرت الحافظ القاری
صاحبزادہ الحاج
میاں ولید احمد جواد شرقپوری صاحب
آستانہ عالیہ شیر ربانی نقشبندی مجددی

حضرت صاحبزادہ میاں محمد صالح شرقپوری صاحب • حضرت صاحبزادہ میاں تنویر احمد شرقپوری صاحب
حضرت صاحبزادہ میاں عدیل احمد شرقپوری صاحب • حضرت صاحبزادہ میاں عبدالحنان شرقپوری صاحب

عرس مبارک
کی تقریبات ان شاء اللہ تعالیٰ
17 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک
بوقت جمعہ سے شروع ہو کر
رات گئے تک جاری رہے گی
آخری اور بڑی محفل پاک
بروز ہفتہ 18 اکتوبر صبح 9 بجے
تا قبل ظہر ہو گی۔ دعا نماز ظہر
سے قبل ہو جائے گی۔

طالب دعا
شیخ محمد حنیف نقشبندی، صوفی غلام رسول نقشبندی
محمد عارف نقشبندی، محمد اسلم باجوہ نقشبندی، محمد سعید نقشبندی